قاری منہاج الدین انور مرحوم

حافظ محمد ادریس

۲۳ اگست ۱۹۹۶ بروز جمعتہ المبارک منصورہ میں جماعت اسلامی کے مرکزی دفاتر کے تہہ خانے میں دو قیمتی افراد پانی میں ڈوب کر جان بحق ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ تھے جناب قاری منہاج الدین انور ناظم دارالعروبہ اور جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی دفاتر کے چوکیدار حافظ ہدایت اللہ!

کئی گھنٹوں کی مسلسل بارش کا بے تحاشا پانی منصورہ میں اتنی بڑی مقدار میں جمع ہوگیا تھا کہ اہالیان منصورہ نے کبھی اس کا اندازہ کیا تھا نہ اس سے قبل اس کا تجربہ ہوا تھا۔پانی کے داخلے کا راستہ بند کرنا ممکن تھا مگر تقدیر غالب ہے۔ ہرانسانی تدبیر اسی وقت کارگر ہوسکتی ہے جب اللہ ایسا چاہے۔

قاری صاحب اور حافظ ہدایت اللہ ضروری کاغذات اور فائلیں اٹھانے کے لیے نیچے اترے تھے۔ تہہ خانے میں جنوبی کمروں میں پانی چند فٹ تھا۔جب کہ شمالی کمرے پانی چکے تھے۔ اچانک شمالی کمروں کے بعد ان کے دروازے ٹوٹے اور پانی کے ریلے نے جنوبی کمروں کو بھی پانی سے بھر دیا اور باہر نکلنے کا دروازہ بھی پانی کے زور سے بند ہوگیا۔ باہر سے کارکنوں نے روشن دان توڑنے کی کوشش کی مگر وہ اس قدر تنگ ہیں کہ ان میں سے آدمی کا گزرنا بھی ممکن نہیں ہے۔پانچ چھ گھنٹے کی مسلسل تگ و دو کے بعد چار بجے پانی کی سطح صرف اتنی نیچی ہوئی کہ دروازوں میں سے داخل ہونے کا راستہ بن سکا۔ نوجوان پانی میں اترے اور دونوں شہدا کے جسم ساڑھے چار بجے پانی سے باہر نکالے جاسکے۔ ہر شخص کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ بعض نوجوان احباب کے صبر کے بندھن ٹوٹ ٹوٹ جاتے تھے مگر مسلسل صبر کی تلقین کا سلسلہ جاری تھا۔ دونوں قیمتی جانیں اللہ کی راہ میں قربان ہوگئیں۔ہم بے بس تھے۔ہمیں اطلاع بھی اس وقت ملی جب یہ سارا سانحہ ہوچکا تھا۔اس پر جتنی بھی بحث کریں آخر کار نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ قضاو قدر کے فیصلے غالب اور اللہ کا حکم اٹل ہے۔

دو حفاظ، دو قرآن: دارالعروبہ کے دفتر میں نادر تفاسیر قرآن' حدیث اور علم الحدیث پر اعلیٰ پائے کی کتب 'فقہ 'تاریخ اور دیگر علوم کے قیمتی جواہر کثیر تعداد میں تھے۔ ان سب کو جمع کرنے میں

امت کی عظیم ہستیوں ' مولانا مسعود عالم ندوی ؒ (دارالعروبہ کے پہلے ' ناظم اور بانی) ' مولانا عاصم الحداد ' مولانا خلیل احمد الحامدی اور خود قاری منہاج الدین ؒ کا بڑا حصہ تھا ' دارالعروبہ میں مختلف ممالک میں چھپنے والے خوب صورت اور بیش قیمت مصاحف بھی تھے۔ مجھے اس حادثہ کی اطلاع قدرے تاخیر سے ملی تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو تہہ خانے میں جھانکتے ہوئے کہا:

"قرآن پاک کی اس لائبریری میں دو چلتے پھرتے قرآن بھی زیر آب آگئے ہیں"۔

مردم خیز خطے کا عظیم سپوت: چھتر ضلع مانسہرہ میں تقریباً چوالیس سال قبل ایک دینی گھرانے میں اس ہونہار سپوت نے آنکھ کھولی۔ والد محترم حاجی خان جی دینی و روحانی شخصیت ہیں۔ دنیا کے معاملات میں از حد مستغنی اور دین کے معاملات میں انتہائی حریص! منہاج الدین ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد مسلسل سفر میں رہے۔ حصول تعلیم کے شوق نے اسے کبھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ہری پور اور راولپنڈی میں تعلیم کی پیاس بجھاتے ہوئے وہ گوجرانوالہ آئے۔ کچھ عرصہ یہاں پڑھتے رہے ' پھر علم و عرفان کے مرکز لاہور کا رخ کیا۔ لاہور میں جامعہ رحیمیہ میں قیام رہا۔ جامعہ مدنیہ سے دورہ حدیث مکمل کیا۔ ۱۹۷۶ میں منہاج الدین مرحوم نے علما اکیڈمی منصورہ میں داخلہ لے لیا۔ یہاں مولانا گلزار احمد مظاہری ؒ نے ان کو خوب سنوارا اور نکھارا۔ سند فراغت بھی ملی اور تحریک اسلامی سے قریبی تعلق بھی قائم ہوا۔

جمعیت طلبہ عربیہ: جمعیت طلبہ عربیہ دینی مدارس کی وہ تنظیم ہے جو تفرقہ بازی سے بالاتر اور مسالک کی قید سے آزاد ہو کر اسلامی نظام کی داعی اور اخوت و محبت کی علمبردار ہے۔ قاری منہاج الدین جمعیت طلبہ عربیہ کے دوسرے منتظم اعلیٰ تھے اور تقریباً اڑھائی برس اس منصب پر فائز رہے۔ تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران میں بھٹو کی آمرانہ حکومت نے مسلم مسجد لاہور میں نمازیوں پر جو شرمناک تشدد کیا تھا ' اس کا نشانہ قاری منہاج الدین بھی بنے۔ انھیں شدید زخمی کر کے پولیس نے مسجد سے نیچے بازار میں پھینک دیا۔ ان کی ایک آنکھ بھی اس موقع پر زخمی ہو کر راہ خدا میں کام آگئی ' مگر ان کی ہمت و عزیمت نے آمر کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

دارالعروبہ کو قائم ہوئے نصف صدی بیت گئی ہے۔ مولانا خلیل حامدی ؒ نے نوجوان منہاج الدین کی اعلیٰ صلاحیتوں کو بھانپ کر ادھر ادھر جانے سے قبل انھیں دارالعروبہ میں لے لیا۔ غالباً ۱۹۷۸ میں انھوں نے اس شعبے میں کام شروع کر دیا تھا۔

جنتی انسان اللہ کے نبی ؐ نے اہل جنت کی جو صفات بیان کی ہیں میری ناقص معلومات کی حد

تک وہ تمام قاری منہاج الدین کے اندر موجود تھیں۔ انسان ہونے کے ناطے نقائص اور کمزوریاں بھی ہوسکتی ہیں مگر خوبیوں کا پلڑا بھاری تھا۔ وہ ہروقت مسکراتے چہرے کے ساتھ دوستوں سے ملتے، مہمان نواز اور فیاض تھے، دوستوں کے غم میں شریک اور ان کی خوشیوں میں شامل رہتے۔ ان تھک کارکن تھے۔ کبھی کسی وقت، کام کے دباؤ اور ہنگامی صورتحال میں بھی نہ حوصلہ ہارتے، نہ غصے اور جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کرتے۔ سختی کا جواب نرمی سے اور درشتی کا بدلہ خندہ پیشانی سے دیا کرتے تھے۔ بلاشبہ بعض اوقات روزانہ بیسیوں مہمان دنیا کے مختلف ملکوں سے آتے مگر مجال ہے جو قاری منہاج نے کبھی خدمت میں کوتاہی کی ہو یا کام کی زیادتی کا رونا رویا ہو، ہم خود ان کو دیکھتے تو ان پر رحم آتا مگر وہ مرد درویش، بہار ہو کہ خزاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تصویر بنا کام میں جتا رہتا۔ وہ بڑی خوبیوں کا مالک تھا!

اس کا بچھڑ جانا صدمہ بھی ہے، پریشانی بھی، حیرت بھی ہے اور نہ بھولنے والا غم بھی! اللہ تعالیٰ کے لیے تو مشکل نہیں کہ وہ نعم البدل عطا فرمادے، مگر ہمیں تو خلا ہی نظر آتا ہے۔

ہمہ صفت انسان: دارالعروبہ میں دنیا بھر کے مہمانوں کی آمد کے علاوہ مختلف پراجیکٹ کے لیے فنڈز کا حصول، کاموں کی نگرانی، محسنین کو رپورٹیں اور اطلاعات بہم پہنچانے کے کام، کے علاوہ بے شمار ذیلی شعبے قائم ہیں۔ قاری منہاج الدین ان تمام شعبوں کا کام بحسن و خوبی کرتے تھے۔ کبھی حرف شکایت ان کی زبان سے نہیں سنا۔

سید مودودی انسٹی ٹیوٹ کے کاموں میں قاری منہاج الدین مرحوم نے میرے ساتھ بہت تعاون کیا۔ طلبہ کے داخلوں سے لے کر بیرون ملک سے ان کے لیے مالی معاونت کے حصول، ویزوں اور پاسپورٹوں کے معاملات میں رہنمائی اور غیر ملکی اساتذہ کے حصول کے کام میں معاونت غرض جو کام پڑا ہم نے ان کو ہروقت مستعد پایا۔

صلہ رحمی کا نمونہ: قاری منہاج الدین ایک اعلیٰ پائے کے مسلمان، ایثار کیش دوست اور صلہ رحمی کی مکمل تصویر تھے۔ اپنے عزیز و اقارب، رشتہ داروں اور بہن بھائیوں کے غم میں شریک رہتے، ان کے مسائل و مشکلات کو اپنے ذاتی مسائل سمجھتے، خود تنگی برداشت کرلیتے مگر کسی عزیز کو بوقت ضرورت بے یارو مددگار نہ چھوڑتے۔ ایک بیوہ بہن اپنے تین یتیم بچوں کے ساتھ ان کے پاس مقیم تھی۔ بہن کے بچوں سے ویسی ہی محبت و شفقت کرتے جیسے اپنے بچوں سے کرتے۔ ان کی وفات پر اخبارات میں یہی چھپا کہ اپنے پیچھے چھ یتیم بچے چھوڑ گئے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں چھ نہیں نو بچے چھوڑ کر رخصت ہوئے ہیں۔ گھر سے باہر معلوم نہیں کتنے یتیم بچوں کو ان کی وساطت سے امداد مل رہی تھی۔

منہاج مرحوم کی آخری بات: ۲۲ اگست کو نماز عشا کے بعد قاری منہاج الدین مرحوم نے مجھ سے پوچھا: کل کیا پروگرام ہے؟ میں نے عرض کیا "ساہیوال جارہا ہوں۔" پوچھنے لگے "واپسی کب ہوگی؟" میں نے کہا "رات کو تاخیر سے آؤں گا یا اگلی صبح آجاؤں گا۔" کہنے لگے "اگلی صبح نہیں ' رات ہی کو ضرور آجائیں۔ اگلے روز ہفتہ کو صبح ۹ بجے اقبال ٹاؤن میں درس قرآن ہے۔ ہمارے دوست 'ریاض (سعودی عرب) سے آئے ہوئے ہیں۔ ان کی بہن کا انتقال ہوگیا تھا ان کی اور میری خواہش ہے کہ آپ درس قرآن دیں -------" میں نے کہا "ان شاء اللہ رات ہی کو آجاؤں گا-------"

یہ ان سے آخری گفت گو تھی۔ اگلی صبح سانحہ رونما ہوگیا۔ عشا کی نماز کے بعد جامع منصورہ میں قاضی حسین احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اقبال ٹاؤن کے قبرستان میں رات ساڑھے دس بجے اس خوب صورت انسان کو منوں مٹی کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حافظ ہدایت اللہ مرحوم: ۲۰ سالہ حلیم الطبع 'خاموش مزاج اور عبادت گزار نوجوان حافظ ہدایت اللہ بھی قاری منہاج الدین صاحب کے ساتھ جان کی بازی لگا گیا۔ میں اسے مرکزی دفاتر کے دروازے پر ڈیوٹی دیتے ہوئے دیکھتا یا کبھی منصورہ کے (مشرقی) مین گیٹ پر بیٹھے ہوئے تلاوت قرآن مجید میں مشغول پاتا۔ یہ نوجوان خاموش طبیعت اور نہایت متواضع و مودب ساتھی تھا۔ مجھے اس کی شہادت کے بعد پتہ چلا کہ وہ بھی حافظ قرآن تھا۔

ضلع صوابی کے قصبہ شیوہ کا رہنے والا یہ نیک دل نوجوان ۵ مارچ ۱۹۹۶ کو یہاں آیا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ "میری تمنا ہے کہ منصورہ میں دینی ماحول اور قرآنی فضا سے استفادہ کروں اور قرآن مجید کو محفوظ رکھنے کی کوشش کروں" جیبی سائز کا قرآن مجید اس کے ہاتھ میں رہتا تھا اور وہ فارغ اوقات میں تلاوت ہی میں مصروف رہنے کا عادی تھا۔ نماز مغرب کے بعد جامع منصورہ میں حافظ ہدایت اللہ شہید کی نماز جنازہ قاضی حسین احمد صاحب نے پڑھائی اور اس کا جسد خاکی صوابی روانہ کر دیا گیا۔

- حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ڈوب کر جاں بحق ہونے والے کو دو شہیدوں کا درجہ ملے گا۔" (ابوداود)
- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضور اکرمؐ سے سنا "راہ خدا میں قتل ہو جانا بھی شہادت ہے اور ڈوب کر مرنے والا 'پیٹ کی بیماری سے جاں بحق ہونے والا 'طاعون سے ہلاک ہونے والا اور بچے کی ولادت کے وقت مرجانے والی خاتون بھی شہادت کا درجہ پاتے ہیں" (مسند احمد)